سید شمیم احمد

خانوادۂ زاہدیہ کا نشو و نما

برعظیم پاک و ہند میں چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ اور نقشبندیہ کا اثر زیادہ رہا۔ لیکن اور بھی کئی دوسرے سلسلوں کے بزرگوں کی خدمات کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ جس زمانہ میں چشتیہ اور سہروردیہ کے مشائخ اپنے مشن میں سرگرم تھے خواجہ شہاب الدین کبیر زاہدی ـــــ نے ہندوستان میں زاہدیہ سلسلہ کو رائج کیا۔ میرٹھ، دہلی، کالپی، قنوج، ظفرآباد، جونپور، بہار، بنگال اور مشرقی پاکستان کے علاقے میں دوسرے سلسلوں کے صوفیائے کرام کے دوش بدوش زاہدیہ کے مشائخ بھی رشد و ہدایت اور دین کی تبلیغ و اشاعت میں لگے ہوئے تھے۔ حضرت پیر بدرعالم زاہدی کی وجہ سے بہار اور بنگال میں اس سلسلہ نے کافی فروغ حاصل کیا اور دسویں صدی ہجری کے نصف اول تک یہ فعال سلسلہ کی حیثیت سے رائج رہا۔ اس کے بعد اس کا زور ٹوٹنے لگا۔ ویسے رسمی طور پر زاہدیہ سلسلہ کی اجازت و خلافت بہار کی تقریباً تمام خانقاہوں اور گدیوں میں ہے۔

ہم جناب شمیم احمد صاحب کے ممنون ہیں کہ انھوں نے خانوادۂ زاہدیہ پر ایک گراں بہا مضمون عنایت فرمایا۔ ہمیں امید ہے موصوف کی کرم فرمائیوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔

دوسرے صوفی خانوادوں کے بارے میں بھی اگر کوئی صاحب علم تحقیق توجہ فرمائیں تو ثقافت کے صفحات حاضر ہیں!

وجہ تسمیہ

زاہدیہ[1] دراصل گاذرونیہ کا دوسرا نام ہے۔ حضرت خواجہ

۱۔ تذکرہ اولیائے ہند و پاک، مرزا اختر دہلوی، ص ۲

ابواسحاق گاذرونی متوفی ۴۲۶ھ مشہور شیخ طریقت گذرے ہیں۔ آپ کا سلسلہ بیعت خواجہ عبداللہ خفیف اور خواجہ ابومحمد رویم کے توسط سے سیدالطائفہ خواجہ جنید بغدادی تک پہنچتا ہے۔ چند واسطوں کے بعد اس سلسلہ کے ایک مشہور بزرگ شیخ صدرالدین سمرقندی ہوئے۔ جب چنگیز خاں[1] نے ۶۱۵ھ میں سمرقند، بخارا، اور دوسرے شہروں کو تباہ کر ڈالا تو وہاں سے علماء و صوفیا ملتان، دہلی، بغداد اور قونیہ کو ہجرت کرنے لگے۔ شیخ صدرالدین سمرقندی نے قونیہ پہنچ کر کافی مقبولیت حاصل کی۔ آپ سے مستفیض ہونے والوں میں مولانا روم[2] جیسے لوگوں کا نام آتا ہے۔ شیخ صدرالدین کے مرید و خلیفہ خواجہ شہاب الدین زاہدی تھے جو سلسلہ زاہدی کے شیخ الطائفہ ہیں۔ اور آپ ہی کی نسبت سے گاذرونیہ نے زاہدیہ کے نام سے شہرت پائی۔ اکبر کے وزیر اعظم علامہ ابوالفضل نے ہندوستان میں رواج پانے والے ۱۴ خانوادوں[3] میں گاذرونیہ کا بھی ذکر کیا ہے۔

خواجہ شہاب الدین امام کعبہ

شیخ الطائفہ خواجہ شہاب الدین کبیر زاہدی امام کعبہ کے مورث اعلیٰ روم کے علاقے میں ایک ریاست کے حکمراں تھے۔ آپ کے والد سلطان احمد[4] کبیر صوفی نے ایک فقیر کی نصیحت سے متاثر ہو کر تاج و تخت سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور باقی زندگی زہد و عبادت میں گذاردی کثرت زہد کی وجہ سے آپ کا لقب ہی زاہد پڑ گیا اور آپ کے خاندان والے زاہدی کے لقب سے منسوب ہوئے۔ خواجہ شہاب الدین نے خواجہ صدرالدین سے بیعت و خلافت حاصل

۱۔ تاریخ الخلفاء سیوطی، ص ۴۶۷، اردو ترجمہ مولانا شبیر احمد انصاری

۲۔ تاریخ سلسلہ فردوسیہ۔ معین الدین دردائی، ص ۶۶

۳۔ آئین اکبری، مرتبہ سرسید احمد خاں، حصہ ۲، ص ۲۰۳

۴۔ کنزالانساب (فارسی)، مخزن الانساب، (فارسی) مراۃ الکونین، ص ۱۷۳، روایت سجادگان بہار۔

کرنے کے بعد حجاز مقدس تشریف لے گئے اور خانۂ کعبہ میں مصلے حنفیہ بروایت دیگر مصلے شافعیہ کی امامت پر فائز ہوئے۔ بعد ازاں مختلف دیار و امصار کی سیاحت کرتے ہوئے ہندوستان پہنچے اور میرٹھ میں قیام فرمایا۔ اور وہیں ۶۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔ میرٹھ میں آپ کا روضہ شاہ ولایت کی درگاہ کے نام سے مشہور ہے۔ جس زمانہ میں آپ میرٹھ میں تبلیغ کر رہے تھے، اجمیر میں خواجہ غریب نواز، ملتان میں حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی سہروردیؒ، دہلی میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، بنگال میں حضرت جلال تبریزیؒ شمع ہدایت روشن کیے ہوئے تھے۔ یہ دور نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے مشرق وسطیٰ میں تصوف کے عروج کا عہد تھا۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، خواجہ شہاب الدین سہروردیؒ، خواجہ صدر الدین سمرقندیؒ، خواجہ نجم الدین کبریؒ[۱] خواجہ فرید الدین عطارؒ، خواجہ شمس تبریزیؒ، شیخ ابوسعید تبریزیؒ، خواجہ سیف الدین باخرزیؒ وغیرہ اسی زمانہ کے مشائخ عظام ہیں۔ حضرت جنید بغدادی تک شیخ زاہدی کا شجرہ بیعت درج ذیل ہے:

(۱) خواجہ شہاب الدین کبیر زاہدی امام کعبہ (۲) خواجہ صدر الدین سمرقندی (۳) خواجہ عبد الکریم معشوق (۴) خواجہ عبد السلام محبوب (۵) خواجہ قطب الدین عبد الحمید (۶) خواجہ حسن یار بازرومی (۷) قطب الاولیاء خواجہ ابو اسحاق گازرونی (۸) خواجہ عبد اللہ خفیف (۹) خواجہ ابو محمد رویم (۱۰) سید الطائفہ خواجہ جنید بغدادی۔

خواجہ فخر الدین خداداد بزرگ

خواجہ شہاب الدین امام کعبہ کے صاحبزادے خواجہ فخر الدین خداداد بزرگ زاہدی بھی اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تشریف لائے۔ باپ ہی کی طرح جملہ دینی علوم سے بھرپور اور باوقار بزرگ تھے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے بھی فیض یافتہ تھے۔ دونوں بزرگوں کے ایک ساتھ

۱۔ بہار میں یہی شجرہ رائج ہے

سیاحت کرنے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ گلزار ابرار[1] میں خواجہ قطب الدین کاکی اور خواجہ فخر الدین زاہدیؒ کے ایک دریائی سفر کا ذکر کیا گیا ہے۔ میرٹھ کے علاوہ دہلی میں بھی آپ کا خاصا اثر تھا۔ شیخ صدر الدین سہروردی خلف خواجہ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی، شیخ الاسلام مولانا سید قطب الدین دہلوی۔ خواجہ فرید الدین گنج شکر۔ شیخ بدر الدین غزنوی۔ قاضی حمید الدین ناگوری، خواجہ شہاب الدین پیر جگجوت (مخدوم الملک کے نانا)، حضرت لعل شہباز قلندر۔ شیخ سعدیؒ اور مولانا جلال الدین رومی آپ کے معاصرین میں تھے۔

حضرت فخر الدین خداداد بزرگ کے حالات زیادہ تفصیل سے نہیں ملتے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی شادی شیخ الشیوخ خواجہ شہاب الدین سہروردی کی صاحبزادی[2] سے ہوئی تھی۔ آپ کے کئی لڑکے تھے جن میں حضرت شہاب الدین حق گو شہید اور شیخ بڈھ زیادہ مشہور ہے۔ حضرت فخر الدین اور آپ کے صاحبزادے شیخ بڈھ زاہدی میرٹھ میں مدفون ہیں۔

شیخ حق گو شہید

شیخ شہاب الدین زاہدی جو شیخ زادہ جام اور شہاب الدین حق گو شہید کے لقب سے مشہور ہیں شیخ فخر الدین زاہدی کے بڑے نامور فرزند تھے۔ میرٹھ میں آپ کی خانقاہ بہت مشہور تھی۔ آپ کی عظمت و شہرت سے متاثر ہو کر سلطان قطب الدین مبارک خلجی نے دہلی بلوایا۔[3] آپ کی خانقاہ وغیرہ تعمیر کرائی۔ ابن بطوطہ[4] نے اپنے سفرنامہ عجائب الاسفار میں لکھا ہے کہ سلطان قطب الدین اور سلطان غیاث الدین تغلق آپ کے بڑے معتقد تھے اور برابر آپ سے ملنے

۱۔ گلزار ابرار، ص ۱۳۴ (قلمی فوٹو کاپی۔ ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری ڈھاکہ)

۲۔ خاندانی مخطوطات حضرت شاہ علی احمد زاہدی متوفی ۱۹۰۵ء سوڈسہ بہار شریف (پٹنہ)

۳۔ تاریخ فیروز شاہی، برنی، ص ۳۹۶۔

۴۔ منتخب التواریخ ص ۱۱۲ (اردو ترجمہ پاکستان لاہور)

جایا کرتے تھے۔ محمد تغلق سے بھی ابتدا میں تعلقات اچھے رہے۔ اس نے مالیات کی درستگی کے لیے ایک نئی وزارت دیوان المستخرج[1] قائم کی تھی۔ اس کا سربراہ آپ ہی کو مقرر کیا۔ اس وزارت کے ذمہ صوبہ جات اور ماتحت ریاستوں سے آمدنی اور خراج کی وصولی اور اس کا نظم و نسق ٹھیک رکھنا تھا۔ ابن بطوطہ کہتا ہے کہ دربار میں شیخ شہاب الدین سے بڑا اور عظیم المرتبت کوئی افسر نہیں تھا۔ لیکن جب محمد تغلق نے شیخ کی تلقین و نصیحت کے باوجود ظلم و تعدی ترک نہ کی تو آپ نے اس کی ملازمت سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور اس کو بلاخوف ظالم کہنے لگے۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں محمد تغلق اور شیخ کے معاملات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ آخر میں سلطان محمد تغلق نے آپ کو قتل کرا ڈالا۔ مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے بھی اخبار الاخیار میں آپ کا مختصر ذکر کیا ہے۔ سبھوں نے یہی لکھا ہے کہ محمد تغلق کے مظالم کے خلاف آواز اٹھانے کی وجہ سے آپ کو شہادت[2] نصیب ہوئی۔

لیکن مولانا غوثی شطاری[3] نے دوسری وجہ بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ محمد تغلق نے یہ سوال اٹھایا کہ ولایت کے خاتمہ کی طرح نبوت کے خاتمہ کو بھی عقل تسلیم نہیں کرتی ہے۔ دہلی کے تمام علماء و مشائخ اس سوال کا جواب دینے سے پریشان تھے آخر سبھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس موقعے پر شیخ شہاب الدین زاہدی کو بھی بلانا چاہیے۔ کیونکہ وہ ہم سب سے زیادہ بالغ نظر اور با صلاحیت ہیں۔ چنانچہ شیخ بھی پہنچے۔ آپ کو محمد تغلق کی زبان سے یہ الفاظ سن کر بہت طیش آیا۔ نبوت کے خلاف یہ کلمہ برداشت نہ ہو سکا اور کسی قسم کا خوف اور ادب سلطانی کا

۱۔ سفرنامہ ابن بطوطہ، ج ۲، ص ۱۳۸، ۱۳۹

۲۔ سفرنامہ ابن بطوطہ، ایضاً۔ منتخب التواریخ ص ۱۴۴-۱۴۵، سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات۔ خلیق احمد نظامی ص ۳۸۳-۳۸۴۔ مسلمانوں کا عروج و زوال۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی، ص ۲۸۲-۲۸۳

۳۔ گلزار ابرار، ص ۱۵ (فوٹو کاپی۔ قلمی نسخہ۔ ایشیاٹک سوسائٹی ڈھاکہ)

لحاظ کیے بغیر سلطان کے منہ پر جوتا دے مارا۔ سلطان کے لیے یہ واقعہ قطعی ناقابل برداشت تھا، فوراً قتل کا حکم صادر کر دیا۔ مولانا شطاری نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ہی کی دعا سے محمد تغلق کو بادشاہی بھی ملی تھی۔ شہادت کا واقعہ ۷۳۴ھ میں پیش آیا۔ ابن بطوطہ اسی سال دہلی آیا تھا۔ جس زمانہ میں شیخ اور سلطان کے تعلقات کشیدہ تھے ابن بطوطہ آپ سے ملنے گیا۔ سلطان کو اس کی خبر ہوئی تو تین دنوں کے لیے ابن بطوطہ کو قید کر دیا تھا۔ مزار قلعہ کے نیچے تغلق آباد میں ہے۔

شیخ شہاب الدین کا لقب حق گو اسی وجہ سے مشہور ہوا۔ اخبار الاخیار میں ہے کہ "شیخ شہاب الدین حق گو پسر شیخ فخر الدین زاہدی است۔ او را حق گو ازاں لقب شد کہ سلطان محمد تغلق حکم کرد کہ مرا عادل گویند او ازیں معنی ابا کرد و گفت ما ظالماں را عادل نتوانم گفت سلطان محمد او را از قلعۂ دہلی در زیر انداخت۔ قبر او ہم زیر قلعہ است۔ رحمۃ اللہ علیہ۔"

غرضیکہ آپ کی شہادت و حق گوئی کا واقعہ مستند تاریخی کتابوں اور تذکروں میں درج ہے۔ البتہ تفصیلات میں بعض کے بیانات ایک دوسرے سے کسی قدر مختلف ہیں۔ اس وقت شیخ شہاب الدین حق گو۔ شیخ نظام الدین اولیاء۔ شیخ شرف الدین بو علی قلندر اور شیخ رکن الدین سہروردی ملتانی کا شہرہ زیادہ تھا۔ دوسرے صوفیائے معاصرین میں حضرت لعل شہباز قلندر (سندھ)۔ حضرت سید احمد کبیر بخاری۔ حضرت مخدوم یحییٰ منیری۔ اور رکن الدین فردوسی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ خصوصیت سے کردار کے اعتبار سے شیخ شہاب الدین اور حضرت امام ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ بہت مشابہ ہیں۔ جس طرح حضرت امام ابن تیمیہؒ نے نومسلم تاتاری فرماں روا شاہ قازان کے سامنے بیباکی کا مظاہرہ کیا تھا اسی طرح شیخ شہاب الدین زاہدی نے سلطان محمد تغلق کے مقابلہ میں وزارت کو ٹھکرا کر اور دھمکیوں سے بے خوف ہو کر ڈٹ گئے۔ اور

۱۔ اخبار الاخیار فارسی نسخہ مطبوعہ اردو ترجمہ بنام انوار صوفیہ از محمد لطیف فریدی۔ شعاع ادب لاہور، ص ۳۱۳

صدائے حق بلند کرتے ہوئے شہید ہو گئے

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

بلکہ شیخ زاہدی کا کردار زیادہ بلند نظر آتا ہے۔ لیکن اس کو کیا کہیے کہ امام ابن تیمیہؒ زندہ پرست قوم میں سے تھے اور شیخ زاہدی نے اس قوم میں جنم لیا جس کے نزدیک بزرگی کی عظمت اظہار کرامت یا گوشہ نشینی اختیار کر کے دوسروں کو بھی نیم رہبانیت کی تعلیم دینی ہے۔

خواجہ فخر الدین ثانی

شیخ شہاب الدین کی شادی مولانا سید قطب الدین دہلوی کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ انھیں سے خواجہ فخر الدین ثانی ہوئے جو دہلی کے غیر چشتی مشائخ میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ جب آپ کے والد میرٹھ سے دہلی آبسے تو آپ بھی وہیں تشریف لے آئے۔ آپ بہت سنجیدہ اور متوازن ذہن کے انسان تھے۔ امراء و سلاطین کی صحبتوں سے الگ تھلگ رہتے تھے۔ شیخ رکن الدین سہروردی اور مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال بخاری وغیرہ جب دہلی آتے تو آپ سے ملاقات کرنے ضرور جاتے تھے۔ آپ کی دو شادیاں[1] ہوئی تھیں۔ پہلی سلطان غیاث تغلق شاہ کی لڑکی سے اور دوسری شاہ صلاح الدین کی صاحبزادی سے۔ شاہ صلاح الدین کا مزار بہار شریف (بہار) میں محلہ بچو کھنڈی پر ہے۔ ان دونوں بیویوں سے کئی لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں۔ چار لڑکوں شیخ حاجی چراغ ہند۔ شیخ صدر الدین صدر عالم۔ شیخ بدر الدین بدر عالم اور شیخ بہاؤ الدین گنج رواں نے خوب شہرت پائی۔ اور ان کی وجہ سے سلسلہ زاہدیہ ظفر آباد۔ جونپور۔ بہار۔ بنگال اور کالپی میں پھیلا۔ شیخ حاجی چراغ ہند کو سہروردیہ کی بھی اجازت تھی اور وہ شیخ رکن الدین رکن عالم سہروردی ملتانی کے خلیفہ تھے۔ آپ کو ظفر آباد کی ولایت ملی اور وہیں ۱۳۴۲ء میں انتقال

۱۔ مخزن الانساب (فارسی مطبوعہ) مولوی سید کریم الدین بہاری۔ قلمی مخطوطات شاہ علی احمد زاہدی مرحوم (بہار شریف)۔

فرمایا۔ شیخ صدرالدین صدر عالم زاہدی نے جونپور کا رخ کیا۔ شیخ بدرالدین بدر عالم نے بنگال اور بہار میں تبلیغ کی۔ اور شیخ بہاؤ الدین گنج رواں صوفیاء کی ایک جماعت کے ساتھ کالپی تشریف لے گئے۔ آپ کا مزار وہیں ہے۔ خواجہ فخر الدین کی بڑی صاحبزادی پنڈوں (مغربی بنگال) کے شیخ علاؤ الحق سے بیاہی ہوئی تھیں۔ شیخ علاؤ الحق اور ان کے صاحبزادے شیخ نور قطب عالم بنگال کے مشائخ کبار میں ہیں۔ اوّل الذکر شیخ سلیمان تھوی سے سہروردیہ میں بیعت تھے۔ بعد میں حضرت عثمان اخی سراج سے چشتیہ کی خلافت حاصل کی۔ خواجہ فخر الدین ثانی کی دوسری صاحبزادی کی شادی حضرت نظام الدین اولیاء کے بھتیجے شیخ ابراہیم بن شیخ جمال الدین سے ہوئی تھی۔ جن سے شیخ فرید طویلہ بخش ہوئے۔ شیخ فرید کا مزار بہار شریف میں بمقام چاندپورہ ہے خواجہ فخر الدین ثانی کے معاصرین میں خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی۔ شیخ عثمان اخی سراج (گوڑ) خواجہ احمد سیستانی (بہار شریف)۔ حضرت جلال الدین کبیر اولیا پانی پتی وغیرہ ممتاز حیثیت کے شیوخ تھے۔ شیخ فرید الدین ثانی کے حالات زیادہ تفصیل سے نہیں ملتے۔ اخبار الاخیار (فارسی نسخہ) میں مختصر ذکر ہے۔ مزار مبارک حوضِ شمسی[1] (دہلی) پر ہے۔

پیر بدر عالم

بہار اور بنگال کے صوفیائے کرام میں پیر بدر عالم زاہدی[1] کی شخصیت بڑی ممتاز گزری ہے۔ بہار میں مخدوم الملک شیخ شرف الدین بہاری اور بنگال میں شیخ جلال تبریزی کے بعد پیر بدر عالم نے سب سے زیادہ شہرت و مقبولیت حاصل کی۔ آپ اور شیخ صدر عالم دونوں سگے بھائی تھے۔ سلطان غیاث الدین تغلق کے نواسے تھے۔ سلطان علاؤ الدین خلجی کے عہد میں بمقام میرٹھ پیدا ہوئے۔ دہلی سے میرٹھ، جونپور، بہار شریف ہوتے ہوئے بنگال پہنچے۔ بنگال کے مختلف شہروں کی سیاحت کرتے ہوئے چاٹگام میں ورود فرمایا اور تبلیغ و اصلاح کا

سلسلہ شروع کیا۔ مشرقی پاکستان کے جنوبی مشرقی اضلاع۔ اور برما کے جنوب مغربی خطوں اور خلیج بنگال کے جزائر میں آپ ہی کی تبلیغی سرگرمیوں کی بدولت اسلام پھیلا۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی مشرقی پاکستان، اور برما کے اراکان اور اکیاب ڈویژنوں میں پیر بدر عالم سے لوگوں کو بے حد عقیدت ہے، اور متعدد مقامات اور عمارات آپ سے منسوب ہیں۔ برما کے غیر مسلموں میں پیر بدر عالم کو دیوتا کی حیثیت حاصل ہے۔ آپ سے منسوب چلہ گاہوں پر ہر قوم و فرقہ کے لوگ منتیں ملنتے ہیں اور چڑھاوے پیش کرتے ہیں۔ سنڈوئی۔ مرگوئی۔ نتاسرین اور اکیاب آپ کے مسجد نما چلہ گاہوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ انھیں "بدر مکان" کہا جاتا ہے۔ اس قسم کے بدر مکان دوسرے مقامات پر بھی ہیں۔

پیر بدر عالم کے ساتھ اولیائے کرام اور مبلغین کی ایک بڑی جماعت تبلیغی مشن میں مصروف تھی۔ جن میں آپ کے صاحبزادے مخدوم شہاب الدین پیر قتال۔ مخدوم شاہ سلطان اور ایک مرید حضرت محسن اولیا متوفی ۱۳۹۷ء چاٹگام کے نام قابل ذکر ہیں۔ چاٹگام میں آپ کا چلہ اس وقت بھی ہر مذہب کے لوگوں کا مرجع عام ہے۔ پیر بدر عالم زاہدی کا بنگال میں کافی اثر تھا۔ سلطان فخر الدین مبارک شاہ (۱۵-۷۴۳ھ) آپ کا مرید تھا۔ اس وقت کی سیاست پر بھی آپ کا گہرا اثر تھا۔ سلطان فخر الدین کے جنرل غازی قدل خاں نے آپ ہی کی ہدایت پر ۱۳۴۰ء میں چاٹگام پر فوج کشی کی تھی۔ فتح چاٹگام کے وقت آپ وہیں موجود تھے۔ غازی قدل خاں نے فتح کے بعد آپ سے نیاز حاصل کیا۔ آپ کے ساتھ ایک دوسرے بزرگ حاجی خلیل کا بھی نام آتا ہے۔ ڈاکٹر انعام الحق لکھتے ہیں کہ "بدر[۲] پیر کا بنگال پر جو اثر تھا اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ آج بھی مشرقی بنگال کے مانجھی جب طوفانی ندیوں میں گھر جاتے ہیں تو

۱۔ مسلم بنگلہ ساہتیہ۔ ڈاکٹر انعام الحق (راجشاہی یونیورسٹی) پوربا پاکستانے اسلام۔ ڈاکٹر انعام الحق۔

۲۔ مسلم بنگلہ ساہتیہ۔ ڈاکٹر انعام الحق۔

پکارتے ہیں اللہ۔ نبی پانچ پیر بدر بدر" بنگال کے عوام پر جن کا خاص طور سے اثر رہا "اُن بزرگوں" میں شیخ جلال تبریزی اور حضرت بدر عالم کے نام خاص طور سے مشہور ہیں۔ مؤخرالذکر غالباً وہی بزرگ ہیں جنھیں بنگالی روایات کے مطابق شیخ بدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور آج تک بنگالی ملاحوں کے دل و دماغ پر اُن کا غلبہ ہے۔" جب بنگالی ملاح خلیج بنگال اور دوسرے خوفناک دریاؤں کے سفر پر روانہ ہوتے ہیں تو لنگر کھولتے وقت بدر بدر کا نعرہ لگاتے ہیں۔ اسی طرح چاٹگام کے دیہاتوں میں پہلوان اکھاڑے میں اترتے وقت آپ کو یاد کر لیتے ہیں۔

پیر بدر عالم چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک مغربی بنگال، مشرقی پاکستان اور اراکان میں تبلیغ کرنے کے بعد مخدوم الملک کی دعوت پر بہار تشریف لے گئے۔ مگر آپ کے پہنچنے میں تاخیر ہوئی اور اس وقت تک مخدوم الملک رحلت کر چکے تھے[۲]۔ ۷۸۲ھ کے آخری ایام میں آپ بہار پہنچے۔ پہلے محلہ قلعہ پر قیام رہا پھر محلہ سوہڈسہ میں جا بسے۔ بہار میں بھی بکثرت لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنی اصلاح کی۔ وہیں آپ کا وصال ہوا۔ آستانہ مبارک چھوٹی درگاہ کے نام سے مشہور ہے۔ بڑی درگاہ مخدوم الملک کے روضہ کو کہتے ہیں۔ آپ کا عہد ہند و پاک میں تصوف کے انتہائی عروج کا دور تھا۔ سندھ اور ملتان سے بہار اور بنگال تک صوفیوں کا مشن جاری تھا۔ چشتیہ سہروردیہ۔ زاہدیہ اور فردوسیہ خانوادوں کے بزرگان کے فیوض و برکات سے پورا برعظیم مستفیض ہو رہا تھا۔ جب آپ بنگال میں تشریف لائے حضرت عثمان اخی سراج متوفی ۱۳۵۷ء حضرت راجا بیابانی متوفی ۱۳۵۴ء۔ شیخ عطا متوفی ۱۳۵۵ء اور شاہ جلال سلہٹی متوفی کا آخری دور تھا۔ آپ کے معاصرین میں شیخ علاؤالحق مغربی بنگال کے شیخ طریقت تھے۔ اور مشرقی بنگال آپ کا گرویدہ تھا۔

۱۔ بنگال میں اسلام۔ ڈاکٹر احمد حسن دانی مضمون مطبوعہ ماہ نو کراچی۔ ستمبر ۱۹۵۳ء

۲۔ وسیلہ شرف ص ۸۷۔ جدید اڈیشن مطبوعہ چاٹگام۔ تذکرہ اولیائے بنگالہ حصہ اوّل، ص ۱۱

بہار کے مشائخ میں مخدوم الملک، شیخ احمد چرم پوش تیغ برہنہ۔ مولانا مظفر بلخی۔ حضرت یتیم اللہ سفید باز۔ مخدوم شاہ شعیب (شیخ پورہ) پیر بدر عالم کے معاصرین تھے۔ جونپور میں شیخ صدر عالم ظفرآباد میں شیخ حاجی چراغ ہند۔ کالپی میں شیخ بہاؤ الدین گنج رواں سیوستان میں مخدوم جلال بخاری جہانیاں جہاں گشت تھے۔

دیگر مشائخ

حضرت پیر بدر عالم کی وجہ سے بہار میں زاہدیہ نے کافی فروغ پایا۔ آپ کے فرزندوں میں مخدوم شہاب الدین پیر قتال۔ مخدوم شاہ ابوسعید، اور مخدوم شاہ سلطان نے خوب شہرت پائی۔ پیر قتال نے بنگال اور شمالی بہار میں تبلیغ کی۔ موضع قتال پور جو کہ ضلع سارن میں روضہ ہے۔ شاہ ابوسعید چھوٹی درگاہ میں مدفون ہیں۔ شاہ سلطان زاہدی نے سب سے زیادہ شہرت پائی اور بہار میں باپ کے جانشین مقرر ہوئے۔ چھوٹی درگاہ کے ایک ذیلی احاطہ میں آپ کا روضہ مبارک ہے۔ اس کے بعد شاہ ابوسعید کے چھوٹے صاحبزادے مخدوم عین الدین جگن نے اپنے چچا شاہ سلطان زاہدی سے بیعت و خلافت حاصل کی۔ مخدوم جگن کے لڑکوں میں شیخ بڑے زاہدی اور شیخ فخر الدین ثالث زاہدی کا بہار میں خوب اثر و رسوخ رہا۔ شیخ فخر الدین کے بارے میں مولانا خلیق احمد نظامی گلزار ابرار اور افسانہ شاہاں کے حوالہ سے اپنی تالیف سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات میں لکھتے ہیں کہ "بہار میں قیام کے زمانہ میں سکندر لودھی بہت سے علماء اور مشائخ سے ان کے مکانوں پر جاکر ملا تھا۔ بہار کے ایک مشہور بزرگ شیخ فخر الدین زاہدی تھے۔ بنگال کے بادشاہ ان کے مرید تھے۔ اور بہار میں ان کا بڑا اثر و اقتدار تھا۔ جو بھی ان کے پاس ملنے کے لیے آتا اسے شربت پلاتے تھے۔ جس وقت سکندر ان کے پاس پہنچا تو مصری اور چینی موجود نہ تھی۔ ایک خادم نے اشارہ سے یہ بات شیخ سے کہی۔ انھوں نے انگلی سے اشارہ

۱۔ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، ص ۵۶۔ ۵۷

کیا کہ از شیرینی چینی خرشیدہ شربت ساختہ بیارید۔ یعنی مٹھائی پر سے چینی کھرچ کر شربت بناؤ اور سے آؤ۔ سلطان اور اس کے ساتھیوں نے یہ شربت پیا۔ جب سلطان رخصت ہوا تو شیخ زاہدی نے ایک خادم کو ساتھ روانہ کر دیا تاکہ وہ یہ دیکھے کہ سلطان ان کے متعلق کیسی رائے ظاہر کرتا ہے۔ سکندر نے باہر نکل کر مولانا جمالی سے کہا کہ ان جیسا شیخ اس وقت کہیں نہیں ہے۔ لیکن ایک عیب ہے۔ یہ ہیں جاہل۔ گفتگو کے دوران کہنے لگے "من شمارا غبتاً یاد میکردم"۔ جہالت کے باعث غبتاً اور غنتاً میں فرق نہ کر سکے۔ شیخ فخر الدین زاہدی کو بیعت و خلافت اپنے والد مخدوم جگن سے تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنگال کا سلطان غیاث الدین محمود ثالث (۹۳۹ - ۹۴۵ھ) آپ ہی کا مرید تھا۔ اس نے پیر بدر عالم سے انتہائی عقیدت کی وجہ سے اپنا لقب ہی عبد البدر[1] اختیار کیا تھا۔ خطبے، سکے اور کتابت میں بھی یہی لقب استعمال ہوتا تھا۔ بہرحال اس سلسلہ میں مزید تحقیقات کی ضرورت ہے شیخ فخر الدین کا مرید بنگال کا کون حکمران تھا۔

حضرت بڈے زاہدی کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں۔ آپ کے سلسلہ میں مشہور واقعہ ہمایوں کی حمایت میں شیر شاہ کے سپاہیوں سے جنگ کرنا اور پھر اسی جنگ میں شہادت حاصل کرنا ہے۔ جس زمانہ میں ہمایوں بہار میں شیر شاہ سے شکست کھا کر بھاگ رہا تھا۔ شیخ بڈے[2] نے بھوجپور کے نزدیک ہمایوں سے ملاقات کی۔ اسی اثنا میں خبر ملی کہ شیر شاہ آ رہا ہے۔ شیخ بڈے نے سات سواروں کے ساتھ خود سات دنوں تک شیر شاہ سے جنگ کی اور تمام سواروں کے ساتھ شہید ہوئے۔ مقبرہ سوں میں ہے۔ شیر شاہ نے تمام جاگیریں ضبط کر لیں بعد میں مغل بادشاہوں نے واپس کر دیں۔ حضرت بڈے اور حضرت فخر الدین کے مزارات سوں میں ہیں۔ ان دونوں کے

۱۔ ہسٹری آف مسلم بنگال۔ ڈاکٹر سر جادو ناتھ سرکار۔ ص ۱۸۹۔ ببلوگرافی آف مسلم آف بنگال ص ۶۷

۲۔ شہزادہ عظیم الشان کی خدمت میں ایک عرضداشت دعید ہمز صدائے عام پٹنہ ۱۹۵۰ء)

بعد شیخ احمد زاہدی اور شاہ علاؤ الدین زاہدی اس خانوادہ کے باوقار بزرگوں میں گزرے ہیں۔ شاہ علاؤ الدین کی درگاہ سوں میں عید گاہ کے نزدیک ہے۔ ہر سال ۹ ر ذی الحجہ کو عرس ہوتا ہے۔ عرس کا سلسلہ پانچویں ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔

نسلی حیثیت

بہار میں زاہدیہ نے خانوادہ کے علاوہ ایک خاندان کی حیثیت سے بھی خوب شہرت پائی۔ اس خاندان کی نسلی حیثیت کے متعلق تذکرہ نگاروں میں اختلاف ہے۔ مولانا غوثی شطاری نے گلزار ابرار میں خواجہ فخر الدین خداداد بزرگ کے ذکر میں آپ کو سکندر رومی[1] کی اولاد میں لکھا ہے۔ کنز الانساب اور مراۃ الکونین[2] میں بھی یہی بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ کنز الانساب میں تو سکندر رومی اور وہاں سے حضرت اسحاق علیہ السلام تک پورا نسب نامہ درج ہے۔ ان کے برعکس کشف الظلوم[3] میں سلطان احمد صوفی کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رض کی نسل سے لکھا ہے۔ یہ کتاب شیخ حضرت مصباح العاشقین کی سوانح پر مشتمل ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ بھی زاہدیہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے مورث اعلیٰ بہار شریف قنوج جاکر آباد ہو گئے تھے۔ اپنے اہل خاندان سے ملاقات کے لیے حضرت مصباح العاشقین بہار آئے تھے۔ قنوج جاتے ہوئے راستے میں انتقال فرما گئے۔ وصال کا سال ۹۰۰ھ ہے۔ کشف الظلوم میں مکمل نسب نامہ درج نہیں ہے۔ شاہ فرزند علی[4] صوفی نے پیر بدر عالم کا ذکر کرتے ہوئے صرف خواجہ شہاب الدین امام کعبہ تک نسب نامہ لکھا ہے۔ مولوی کریم الدین بہاری نے

۱۔ گلزار ابرار قلمی ص ۱۵ (فوٹو کاپی ایشیاٹک سوسائٹی ڈھاکہ)

۲۔ یہ کتاب فارسی میں ہے بہار سے شائع ہوئی ہے۔ عام طور سے دستیاب نہیں ہے۔

۳۔ کشف الظلوم خانقاہ قنوج سے شائع ہوئی۔ فارسی میں ہے۔ مجھے یہ کتاب اردو لائبریری بہار شریف میں ملی۔

۴۔ وسیلہ شرف ص ۸۷

اپنی تالیف مخزن الانساب فی السادات فاطمی میں پیر بدر عالم کو سادات میں شمار کیا ہے۔ انھوں نے دوسرے اختلافی بیانات کا بھی جائزہ لیا ہے۔ خود زاہدی حضرات خود کو سادات کہتے ہیں اور یہ زمانہ میں اس خاندان کو سادات کے ممتاز ترین اور معیاری خاندانوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ بہرحال سلسلہ زاہدیہ کے اولیائے عظام نے دین کی تبلیغ اور معاشرہ کی اصلاح میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ بہار میں حضرت امام تاج فقیہہ جد اعلیٰ مخدوم الملک کے بعد پیر بدر عالم کی آل و اولاد نے زیادہ فروغ حاصل کیا۔ اور بہار اور بنگال کے مختلف مقامات پر پھیلی۔ بہار کی شاید ہی کوئی ایسی خانقاہ ہو جہاں سلسلۂ زاہدیہ کی اجازت نہ ہو۔

حضورؐ کی معاشی زندگی

بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

دخلت علیٰ عائشہؓ فاخرجت الینا کساءً ملبّداً و ازاراً غلیظاً واقسمت باللہ لقد قبض روح النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی ھذین الثوبین۔

یعنی میں ام المومنین عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ایک پیوند دار چادر اور ایک گاڑھے کا تہمد نکال کر دکھایا اور قسم کھا کر بیان کیا کہ انہی دونوں کپڑوں میں حضورؐ نے رحلت فرمائی۔